غزل

از

(جناب قمر مرادآبادی)

نہ بھلا سکے گی دنیا مرے دل سے وہ فسانہ — وہ نئی نئی محبت وہ نیا نیا زمانہ
تری چشمِ فتنہ زا کو نہ سمجھ سکا زمانہ — کہیں بن گئی حقیقت کہیں بن گئی فسانہ
وہ ہوا چلی چمن میں کہ بدل گیا زمانہ — میں ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ کہاں تھا آشیانہ
مرے دل سے کھیلتے ہیں شب و روز کے حوادث — تری زلف سے نہ اُلجھی کبھی گردشِ زمانہ
تری بزمِ میکدہ ہو، کہ ہوں عرش و طور ساقی — جہاں لڑ گئیں نگاہیں وہیں بن گیا فسانہ
ابھی سامنے نہ آؤ کہ میں بے شعورِ نظر ہیں — مری ہمت ابھی نہ دیکھو کہ ہے بدگماں زمانہ
جو رہا تری نظر میں وہی رہ گیا سلامت — جو بچا تری نظر سے وہی بن گیا نشانہ
ترے جورِ بے اماں پر کبھی اُف نہ کی کسی نے — مرے منہ سے آہ نکلی سے لے اُڑا زمانہ
مجھے شرمِ بے گناہی تجھے نازِ کم نگاہی — مری ہر نظر محبت تری ہر نظر بہانہ
یہ ہرا بھرا گلستاں یہ جلے پھکے نشیمن — کبھی پھر نہ آئے یارب یہ بہار کا زمانہ
مجھے یاد ہے ابھی تک وہ نگاہ کا تصادم — وہ غرورِ بے نیازی وہ شکستِ فاتحانہ

قمر اُس میں اور مجھ میں کوئی فرق ہے تو یہ ہے
میں فسانہ حقیقت وہ حقیقتِ فسانہ